بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پاکستان کی تاریخِ انتخابات پر ایک نظر اور ووٹ کی شرعی حیثیت

شیخ الحدیث حضرت مولانا سلیم اللہ خان
صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان

[حضرت صدر وفاق مدظلہم نے یہ مضمون آج سے تقریباً اٹھارہ سال قبل 1989 میں اس وقت کے انتخابات کے موقع پر تحریر فرمایا تھا جس میں پاکستان کی تاریخ انتخابات کا مختصر جائزہ لینے کے بعد ووٹ کی شرعی حیثیت کی وضاحت کی گئی ہے' جنوری 2008 میں چونکہ قومی اور صوبائی اسمبلی کے الیکشن ہونے جارہے ہیں' اس مناسبت سے یہ مضمون'' ''صدائے وفاق'' میں شائع کیا جارہا ہے.........(مدیر)]

﴿ إنّ اللّٰہ یأمرکم أن تؤدوا الأمانات إلیٰ أھلھا...... ﴾ قارئین کرام! آج کل ہم پاکستان میں انتخابی عمل سے گزر رہے ہیں اور یہ بھی بلاشبہ ایک اہم حقیقت ہے کہ پاکستان میں انتخابات ملک کی داخلی اور بیرونی صورتحال کے سلسلے میں ایک انتہائی اہم عامل کا درجہ رکھتے ہیں، اسی لئے ہمارے سیاستدان ہمیشہ انتخابات کا مطالبہ کرتے رہتے ہیں۔

لیکن اس سلسلے میں بدقسمتی سے ہماری تاریخی روایات اور قومی روایات کچھ زیادہ اچھی ثابت نہیں ہوئی ہیں، اول ہمارے ہاں انتخابات ہی نہیں ہوتے، اکثر و بیشتر مارشل لاء حکومتیں قائم رہی ہیں، چند ایک انتخابات جو ہوئے ہیں وہ بھی حکومت کی مبینہ مداخلت، بے جا طرف داری اور نامناسب دھونس اور دھاندلیوں کا شکار ہوئے ہیں، چنانچہ فیلڈ مارشل محمد ایوب خان کے زمانے میں جو الیکشن ہوا اور اس میں جس حکومتی عمل دخل کا بے جا استعمال کیا گیا تھا، وہ آج بھی قومی شعور رکھنے والے افراد کو یاد ہے۔ اس کے بعد یحییٰ خان نے بدرجہ مجبوری جب انتخابات کروائے تو پھر انتخابات کامیاب ہونے والی جماعت یا منتخب شدہ افراد کو اقتدار کی منصفانہ منتقلی میں وہ ناکام رہے۔ چنانچہ مشرقی پاکستان اس کے نتیجے میں ہم سے الگ ہوا اور مغربی پاکستان کی حکومت بھٹو صاحب کے حوالے کی گئی، جب کہ دو تہائی حکومتیں سرحد اور بلوچستان کی جمعیت علماء اسلام اور نیشنل عوامی پارٹی کو دی گئیں، چونکہ اپنی سوچ اور فکر

کے اعتبار سے اور نظریاتی طور پر یہ تینوں جماعتیں (پی پی پی، جے یو آئی، اے این پی) آپس میں اختلافات کا شکار تھیں، اس لئے ان کے ذریعے سے ملک میں ایک مضبوط اور مستقل حکومت کا تصور ناممکن تھا۔ چنانچہ اپنے نظریاتی اختلاف کے فطری نتیجے کے طور پر نو ماہ میں یہ حکومتیں ٹوٹ گئیں اور ملک میں پھر وہی روایتی ڈکٹیٹر شپ قائم کردی گئی جس کی بنیاد ظلم، زیادتی، اسراف اور اقرباء پروری پر تھی اور ہمارے سیاست داں ایک مرتبہ پھر منصفانہ اور آزادانہ انتخابات کا مطالبہ کرنے لگے۔

۱۹۷۷ء میں جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے ایک مرتبہ پھر ملک کی تاریخ میں آزادانہ اور منصفانہ انتخابات کرانے کا اعلان کیا، اس موقع پر ہمارے سیاسی طالع آزماؤں نے کچھ ہوش مندی کا مظاہرہ کیا اور پی این اے کی شکل میں ایک مضبوط اتحاد پی پی کے مقابلے میں قائم کیا اور پھر پی این اے کے قائد کے طور پر حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے پاکستان پیپلز پارٹی کے مقابلے میں ایک فعال حریف کا کردار ادا کرنا شروع کردیا، چنانچہ ایک انتخابی نشان لے کر پورے ملک میں قومی وصوبائی سطح پر پاکستان پیپلز پارٹی اور ان کے دوسرے اہم حریف پاکستان نیشنل الائنس ایک دوسرے کے مقابلے پر آگئے۔ محسوس یہ ہوتا تھا کہ پی این اے کے امیدوار پی پی پر بازی لے جائیں گے، لیکن ہماری انتخاب روایات آڑے آئیں اور حکومت کی انتظامی مشینری نے اپنی کمال ہنرمندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اعلیٰ چالبازی کی مثالیں قائم کرکے پی پی کے امیدواروں کو کامیاب کرادیا اور اعلان کیا کہ پاکستان میں آزادنہ اور منصفانہ انتخابی عمل کے نتیجے میں پاکستان پیپلز پارٹی کو قومی اسمبلی کی نشستوں پر کامیاب قرار دے دیا گیا ہے۔

خیر! کہانی طویل ہے کہ بعد میں پھر صوبائی اسمبلیوں کے انتخابات کا بائیکاٹ کیا گیا، انتخابی دھاندلیوں کے متعلق مظاہرے کئے گئے، ہڑتالیں ہوئیں، گرفتاریاں عمل میں لائیں گئیں، بہت سے معصوم اپنی جانوں سے ہاتھ دھو بیٹھے اور بالآخر اس ملک میں ایک بار پھر مارشل لاء لگادیا گیا۔

ضیاء صاحب تشریف لائے، انتخابات کے متعلق نئے وعدے وعید ہوئے، لیکن گزشتہ انتخابات کے مسخ شدہ نتائج اور تباہ کن اثرات ابھی بھی ان کی نگاہوں میں تھے۔ اس لئے انتخابات کا اعلان کرنے کے باوجود انہیں آزادانہ، منصفانہ انتخابات کرانے کی جرأت نہ ہوسکی۔ البتہ انتخابات سے متعلق ان کا وعدہ موقع بموقع سنائی دیا جاتا رہا۔ پھر انہوں نے ریفرنڈم کرایا اور اس سے پہلے اور اس کے بعد بھی بلدیاتی انتخابات کرائے، جن کی شہرت کچھ زیادہ اچھی نہیں رہی۔ ہر قسم کے انتخابات میں جعلی ووٹ خوب بھگتائے گئے، نااہل امیدواروں نے جعل سازیاں کیں اور اس طرح لوگ بلدیاتی ایوانوں میں پہنچ گئے، اور صدر صاحب ملک کے نمائندہ صدر مقرر ہوگئے۔

پھر ضیاء الحق نے قومی اور صوبائی انتخابات کا فیصلہ کرہی لیا اور اس کے لئے فروری ۱۹۸۵ء کی تاریخ مقرر

کی گئی، اعلان کیا گیا کہ انتخابات غیر جماعتی ہوں گے، اور انتخابات میں حصہ لینے والے افراد کے لئے یہ ضروری ہوگا کہ وہ کسی بھی قسم کی بدعوانی اور لادینیت میں مبتلا نہیں ہوں گے۔ چنانچہ ایک ضابطہ اخلاق جاری کیا گیا۔ محسوس یہ ہونے لگا کہ شاید ضیاء صاحب پاکستان کے انتخابات میں پائی جانے والی تمام تر شکایات کے ازالے کا بیڑا اٹھائے ہوئے ہیں، لیکن لوگوں کی حیرت کی انتہا نہ رہی جب انتخابات میں عین چند روز پہلے ان تمام شرائط کو ختم کر دیا گیا، جن کی بنیاد پر ملک کی جمہوری تشکیل نو کے سلسلے میں کافی اصلاحات کی توقع کی جارہی تھی۔ چنانچہ انتخابات میں ایک مرتبہ پھر ہر کہ ومہ حصہ لینے کا اہل قرار دے دیا گیا اور اس سے زیادہ حیرت اہلیانِ پاکستان کو اس وقت ہوئی جب بلاکسی توقع کے یک بیک مسلم لیگ کو انتخابات میں کامیاب جماعت قرار دے دیا گیا اور حکومت بنانے کی انہیں دعوت دی گئی۔ چنانچہ جونیجو صاحب بطور وزیر اعظم کے سامنے لائے گئے، بہر حال چونکہ جونیجو صاحب اور ان کی جماعت کسی مضبوط بنیاد کے بغیر اور لوگوں کے اعتماد سے ہٹ کر قائم کی گئی تھی، اس لئے اسے حکومت کی تشکیل اور حکومت کے قیام کے سلسلے میں دشواریوں کا سامنا کرنا پڑا اور جناب ضیاء صاحب جن کے اشارۂ فیض کے نتیجے میں جونیجو صاحب کو حکومت حوالے کی گئی تھی، وہ جب ان سے ناراض ہوئے تو بیک جنبش ان کی حکومت ختم کر دی گئی، حالانکہ ابھی جونیجو صاحب کی مدت حکومت اور مدت اقتدار باقی تھی لیکن ضیاء صاحب اچھی طرح جانتے تھے کہ جونیجو حکومت کے اصل محرک وہ خود ہیں، اور عوام میں جونیجو اور مسلم لیگ کی جڑیں کمزور ہیں، اس لئے انہیں بطور چیف یہ حق حاصل ہے کہ وہ جب چاہیں جونیجو صاحب کو حکومت سے علیحدہ کر دیں۔ بہر حال اس کے بعد الیکشن کے نئے شیڈول کا اعلان کیا گیا۔ نومبر کی تاریخ بھی مقرر ہوئی اور پھر ضیاء صاحب اپنے طویل منصوبوں اور خیالات ونظریات کو لے کر راہی ملک عدم ہوئے۔

یہ تفصیل شاید آپ کو گراں گزر رہی ہے لیکن جیسا کہ ہم نے شروع میں عرض کیا کہ انتخابات کے سلسلے میں ہماری کچھ روایات رہی ہیں، اس لئے ان روایات کو سمجھنے کے لئے سابقہ حالات و واقعات کو ذہن میں لانا نہایت ضروری ہے، اس لئے انتہائی اختصار سے آپ کے سامنے یہ تفصیل رکھی گئی ہے۔

ووٹ ایک گواہی اور شہادت ہے

قرآن وحدیث کی روشنی میں ووٹ کو ایک شہادت قرار دیا گیا ہے، اس لئے کہ آپ جس شخص کو اپنا ووٹ دے رہے ہیں، تو گویا آپ یہ شہادت دے رہے ہیں کہ یہ امیدوار اس کام کی اہلیت رکھتا ہے اور اس کی دیانت داری اور امانت داری آپ کی نگاہ میں درست ہے۔ اور اگر اس امیدوار میں جس کے لئے آپ ووٹ استعمال کر رہے ہیں، یہ صفات نہیں ہیں اور آپ پھر بھی ووٹ دے رہے ہیں تو یہ ایک جھوٹی شہادت ہوگی، جسے گناہ کبیرہ

قرار دیا گیا ہے اور بخاری و مسلم کی روایات میں جھوٹی شہادت کو "اکبر الکبائر" کہا گیا ہے، اس لئے ہمیں اپنی آخرت کو بھی ملحوظ رکھنا ہے اور ووٹ کے صحیح امیدوار کے حق میں استعمال کرنا چاہیے، قرآن کریم کی وہ آیت جو ہم نے ان کلمات کی ابتداء میں لکھی ہے، اس کے معنی بھی یہی ہیں، اس میں ہمیں امانت کو صاحب حق کے لئے استعمال کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور آیت کا اگلا جملہ ہے: ﴿وإذا حكمتم بين الناس ان تحكموا بالعدل﴾ کہ جب تم لوگوں کے درمیان کسی چیز کا فیصلہ کرنے لگو تو پھر انصاف کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑو۔ اسی طرح قرآن کریم میں ہے: ﴿كونوا قوامين لله شهداء بالقسط﴾ یہاں مسلمانوں کے لئے ضروری قرار دیا گیا ہے کہ وہ شہادت سے اعراض نہ کریں، بلکہ ادائیگی شہادت کے لئے کھڑے ہو جائیں اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہا گیا ﴿ومن يكتمها فانه آثم قلبه﴾ شہادت کو نہ چھپاؤ اور جو شہادت کو چھپائے گا تو اس کا دل گناہ گار ہوگا۔

ووٹ ایک حیثیت سے سفارش ہے

ووٹ کی ایک حیثیت شفاعت کی بھی ہے، جس کے معنی آپ سفارش سے کر سکتے ہیں تو سفارش اس شخص کی کی جانی چاہیے جو آپ کی نظر میں قابل اعتبار، با اخلاق اور کردار و عمل میں پسندیدہ ہو۔ ملک کی بقاء اور استحکام میں اس کا کردار مؤثر اور مسلم ہو۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے "جو شخص اچھی سفارش کرتا ہے، تو اس میں اس کو بھی حصہ ملتا ہے' اور جو بری سفارش کرتا ہے تو اس کی برائی میں اس کا حصہ ہوتا ہے"۔ تو اب بری سفارش یہ ہے کہ نااہل، نامناسب اور نالائق آدمی کی سفارش کی جائے اور اس کو مخلوق خدا پر مسلط کر دیا جائے اور اچھی سفارش یہ ہے کہ ایک شریف اور دیانتدار آدمی کی سفارش کی جائے جو لوگوں کے حقوق صحیح طور پر ادا کرنا چاہتا ہو۔ لہٰذا یہ بات واضح ہوگی کہ ہمارے ووٹوں سے کامیاب ہو کر اسمبلی میں جانے والے امیدوار اپنے آئندہ تمام اعمال میں جو وہ انجام دے گا، چاہے وہ عمل نیک ہو، انسانیت کی بھلائی کے لئے کیا گیا ہو، یا وہ عمل برے ہوں کہ ظلم و زیادتی کا ان میں اظہار ہو، ان تمام اعمال میں ہم اس امیدوار کے شریک سمجھے جائیں گے، جس کی ہم سفارش کر چکے ہیں۔

ووٹ ایک حیثیت سے وکالت و نمائندگی ہے :

ووٹ کی ایک تیسری حیثیت بھی ہے جسے وکالت کی حیثیت کہا جاتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ ووٹ دینے والا اس امیدوار کو اپنا نمائندہ و وکیل بناتا ہے، کہ وہ اسمبلی میں جا کر اس کے اجتماعی حقوق کی وکالت کر سکے اس لئے اگر کسی اہل آدمی کو ہم اپنا وکیل بنائیں گے تو نہ صرف ہمارے اجتماعی حقوق میں ہماری عمدہ وکالت کرے گا بلکہ پوری قوم کے اجتماعی حقوق کی فکر بھی اس کے ذریعے سے ہوگی، اور اگر کوئی نااہل بددین ہماری نمائندگی کے لئے ہمارے ہاتھوں ہی کامیاب ہوا تو پوری قوم کے حقوق کو تلف کرے گا اور جو گناہ اس امیدوار کو ملنے والا ہے، اس میں

ہم بھی شریک وشامل ہوں گے۔

چنانچہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب مفتیِ اعظم پاکستان رحمۃ اللہ علیہ نے ووٹ کی تین حیثیتیں بیان کی ہیں:

۱-شہادت، ۲-سفارش، ۳-حقوق مشترکہ میں وکالت۔

تینوں حیثیتوں میں جس طرح نیک صالح قابل اور اصل آدمی کو ووٹ دینا موجب ثواب عظیم اور اس کے ثمرات اس کو ملنے والے ہیں، بالکل اسی طرح نااہل، بے دین یا فاسق آدمی کو ووٹ دینا جھوٹی شہادت، بری سفارش بھی ہے اور ناجائز وکالت بھی اور اس کے تباہ کن ثمرات اس کے نامۂ اعمال میں یقیناً لکھے جائیں گے۔

ان تمام تفصیلات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو رہی ہے کہ ہمیں سچی گواہی سے جان نہیں چھڑانی چاہیے، اسے ضرور ادا کرنا چاہیے اور آج جو مختلف خرابیاں انتخابات میں پیش آ رہی ہیں ان کی بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ نیک اور صالح افراد انتخابات سے عموماً گریز کرتے ہیں، پہلے تو وہ بطور امیدوار کھڑے نہیں ہوتے اور جب نااہل افراد بطور امیدوار کے سامنے آتے ہیں تو پھر ان میں نسبتاً اہل افراد کو ووٹ دینے میں وہ سستی اور کاہلی کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

چنانچہ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ انتخابات کے نتیجے میں جو نمائندے عوامی، قومی اور منتخب نمائندوں کی صورت میں پوری قوم کے سامنے آتے ہیں، وہ ہم سب کے سامنے خوب ظاہر ہے۔ اس لئے موجودہ انتخابات میں نیک، صالح، متقی اور دیندار افراد کی معاونت اور ان کو کامیاب کرانا ہماری دینی ذمہ داری ہے۔ اس کے مقابلے میں کسی نااہل، بددین اور فاسق امیدوار کے ساتھ تعاون، اس کو جائز اور ناجائز اور حرام طریقوں سے کامیاب کرانے کی کوشش کرنا ہمارے لئے حرام اور ناجائز ہے۔

اس لئے ہماری یہ ذمہ داری ہے کہ ہم ووٹ ڈالنے سے پہلے اپنے حلقۂ انتخاب میں تمام امیدواروں کو اچھی طرح سے پرکھیں۔ ان کے نظریات سے واقفیت حاصل کریں، ان کی نجی زندگی کو اور اجتماعی تعلقات کو اپنے سامنے رکھیں اور پھر انتہائی دیانتداری سے کسی لالچ اور خوف کے بغیر جس نمائندے کو اپنی شہادت، سفارش یا وکالت کے لئے اہل سمجھتے ہیں، اس کی دینی اور اخلاقی صفات کی وجہ سے ہم اسے کامیاب کرانے میں کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کریں۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ رب العزت ہمیں اپنی ذمہ داریوں سے پورے طور پر عہدہ برآ ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم اپنے ووٹ کو صحیح اور درست اور اسلام پسند امیدواروں کے لئے استعمال کرنے والے ہوں اور ہمارے وطن عزیز پاکستان میں امن وامان قائم ہو اور یہ ملک باطل کے خلاف اسلام کا قلعہ ثابت ہو۔

اللہ رب العزت ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

وصلى الله تعالىٰ عليه خير خلقه سيدنا ومولانا محمدٍ وأصحابه أجمعين.

☆☆......☆☆